بشیر احمد ڈار

زرتشت اور اس کا فلسفۂ اخلاق

وندیداد (فراگرو 5)، میں جو زرتشتیوں کی مقدّس کتاب اوستا کا ایک حصّہ ہے، اس مذہب کے متعلق مندرجہ ذیل فقرات استعمال کئے گئے ہیں:

"جس طرح ایک بڑی ندی ایک چھوٹے نالے کے مقابلہ میں زیادہ تیز رفتاری سے بہتی ہے، اسی طرح زرتشت نبی کی یہ شریعت جو ادباٹ متفرقون کی خدائی کو ختم کرتی ہے، اپنی عظمت، اپنی بھلائی اور خوبی میں تمام قوانین سے بالا ہے۔"

"جس طرح ایک بلند و بالا درخت ایک چھوٹے پودے سے کہیں اونچا اور اس پر سایہ افگن ہے اسی طرح زرتشت نبی کی یہ شریعت اپنی عظمت، اپنی بھلائی اور خوبی میں باقی تمام قوانین سے بالا ہے۔"

"جس طرح آسمان اس دنیا سے کہیں اونچا اور اس کی تمام پہنائیوں کو گھیرے ہوئے ہے اسی طرح زرتشت نبی کی یہ شریعت جو دیوتاؤں کی خدائی کا خاتمہ کرتی ہے، اپنی عظمت، اپنی بھلائی اور خوبی میں سب قوانین سے بالا ہے۔"

جہاں تک اوستا کے اس بیان کا تعلق ہے اس میں کسی قسم کے شک کی گنجائش نہیں۔ اگر اُس زمانے کے تاریخی حالات کا مطالعہ کیا جائے جب زرتشت نے اپنی قوم میں ایک نئے دین کی تبلیغ شروع کی، تو ہر صاحبِ فہم شخص ان الفاظ کی حقیقت کو تسلیم کرنے پر مجبور ہو گا۔

زرتشت کے صحیح زمانے کے متعلق بہت متضاد بیانات ملتے ہیں۔ لیکن ڈاکٹر محمد معین پروفیسر طہران یونیورسٹی کی تحقیقات کے مطابق اس کا زمانہ اغلباً ۶۰۰ قبل مسیح زیادہ درست ہے۔ جس سرزمین میں وہ پیدا ہوا وہ مشرقی ایران کا حصّہ تھا جو آج کل افغانستان میں شامل ہے۔ یہاں کے لوگ تہذیب و تمدّن سے نا آشنا تھے۔ راہ زنی، غارت گری اور صحرا گردی ان کا پیشہ تھا۔ شرک اور اس کے تمام لوازمات ان میں پورے طور پر موجود تھے، زراعت اور شہری زندگی کا رواج نہ تھا۔

مؤرخین کا خیال ہے کہ قدیم آریہ لوگ اپنے آبائی وطن میں توحیدی مذہب کے پیرو تھے۔ ان کے عقیدے کے مطابق تمام کائنات، چاند، سورج، زمین سب کا خالق وہی خدائے مطلق تھا جس نے انسان کو بھی پیدا کیا۔ اس توحیدی

مذہب کا نام زرتشت کی بعثت سے بہت پہلے مزدیسنا تھا یعنی وہ دین جو ایک خدائے حکیم (مزد) کی عبادت پر مبنی تھا لیکن مرورِ ایام سے اس میں تحریف ہونی شروع ہوئی اور ایک خدا کی جگہ بے شمار دیوتا آموجود ہوئے۔ اسی دَور میں زرتشت پیدا ہوا اور اس نے اپنی ساری زندگی اس مشرکانہ زندگی کے خلاف جہاد کیا اور اس کی بجائے ایک خدائے واحد کی عبادت پر ایک نئے دین کا آغاز کیا۔

اس کی تبلیغ سے اس زمانے کے لوگوں میں وہی تفریق پیدا ہوئی جو بعد میں ہر نبی کے آنے پر نظر آتی ہے۔ قوم کا ایک بالکل قلیل حصہ اپنی مشرکانہ زندگی سے تائب ہو کر قدیم توحیدی عقیدہ کی طرف پلٹ آیا لیکن اکثریت نے اپنی موجودہ روش سے جس پر اس کے آبا و اجداد مدت سے چلے آ رہے تھے، پلٹ آنا بے غیرتی سمجھا اور اس بنا پر زرتشت کی سخت مخالفت کی۔ چونکہ یہ مخالف گروہ شرک میں مبتلا تھا، اس لئے زرتشت نے ان کے خداؤں کے خلاف ایک زبردست مہم شروع کی۔ لسانی اعتبار سے "دیو" کا لفظ قدیم آریہ اقوام میں دیوتاؤں کے لئے استعمال ہوتا تھا اور اسی لئے یورپ کی اقوام کی زبانوں میں بھی اسی لفظ سے ملتے جلتے الفاظ آج بھی موجود ہیں۔ انگریزی میں مروجہ لفظ Deity (خدا) اسی ماخذ سے آیا ہے۔ زرتشت نے توحید کے عقیدے کی حمایت میں اس لفظ کے اصلی مقدس مفہوم پر اتنا کامیاب حملہ کیا کہ اوستا کی زبان میں "دیو" کا لفظ بجائے خدا کے شیطان یا اہرمن کے لئے استعمال ہونے لگا۔ یہ گویا زرتشت کی نمایاں کامیابی کی ایک پائدار اور زندہ مثال ہے۔ اگر ایرانیوں اور یونانیوں کی جنگ میں جو قدیم آریاؤں ہی کے دو مختلف گروہ تھے ایرانیوں کو فتح ہو جاتی تو شاید "دیو" کے مفہوم کا تقدس جو اس وقت قائم ہے ہمیشہ کے لئے اسی طرح ختم ہو جاتا جس طرح ایرانی زبان میں ہوا۔ وندیداد کا مندرجہ بالا اعلان کہ زرتشت نبی کا دین باقی سب دینوں سے افضل و اعلیٰ ہے دراصل اس حقیقت کبریٰ کا انکشاف ہے کہ ہر توحیدی دین خواہ اس کا پیغامبر کرشن ہو یا زرتشت، خلیل اللہ ہو یا کلیم اللہ، کلمۃ اللہ ہو یا رحمۃ للعالمین، اپنی عظمت، بھلائی اور خوبی میں سب دوسرے مشرکانہ دینوں اور اربابٌ متفرقون کی عبودیت پر مبنی عقائد سے افضل و اعلیٰ ہے اور اسی کے بتلائے ہوئے سیدھے راستے پر چل کر ہی صحیح کامرانی اور فلاح کا حصول ممکن ہے۔ زرتشت کا پیغام صحیح معنوں میں وہی تھا جو قرآن نے حضرت یوسف کی زبان سے اپنے قید خانے کے دو ساتھیوں کے سامنے پیش کیا۔

یا صاحبی السجن ءارباب متفرقون خیر ام اللہ الواحد القہار۔ ما تعبدون من دونہٖ الا اسماء سمیتموھا انتم و اباؤکم ما انزل اللہ بھا من سلطان۔ ان الحکم الا للہ، امر

اے قید خانے کے میرے ساتھیو! کیا زیادہ دیوتا اور خدا بہتر ہیں یا ایک طاقت والا خدا؟ تم جن کی عبادت کرتے ہو وہ صرف نام ہیں جن کی کوئی حقیقت نہیں اور جن کو تم نے اور تمہارے آباؤ اجداد نے بغیر کسی معقول دلیل کے وضع کر لیا ہے، صرف اللہ ہی کی ذات ہے جس کا حکم جاری و ساری ہے۔ اس کا حکم ہے

ان لا تعبدوا الا ایاہ، ذالکم الدین القیم ولاکن اکثر الناس لا یعلمون. (۱۲: ۳۹-۴۰)
کہ سوائے اس کے کسی کی عبادت نہ کی جائے۔ یہی سیدھا اور صحیح دین ہے لیکن اکثر لوگ اس کا علم نہیں رکھتے۔

اس زمانے میں شرک کے علاوہ جادو اور نجوم کا بہت زور تھا۔ زرتشت کے متعلق جو روایات مشہور ہیں ان کے مطابق ایک دفعہ اس کے باپ نے اپنے ہاں ایک مجلس میں اپنے وقت کے ایک بہت بڑے کاہن اور جادوگر کو دعوت دی اور اس سے اپنا کمال دکھلانے کی فرمائش کی۔ جب زرتشت کو معلوم ہوا تو اس نے احتجاج کیا اور التجا کی کہ ان بُرے راستوں کو ترک کرکے خدائے واحد کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔ کیونکہ وہی درحقیقت تمام انسانوں کا رب، مولا، قاضی الحاجات، ملجاو ماویٰ ہے۔ جادوگر نے یہ بات سن کر زرتشت کو اپنے جادو کی قوت سے ڈرانا چاہا لیکن اس خدا کے بندے نے اس کے جواب میں کہا: "تیرا جھوٹ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ میرے پاس ایک قاطع برہان ہے جس سے میں لوگوں کو اپنی سچائی کا یقین دلا سکتا ہوں اور تمہاری ایذا رسانی کا ڈر مجھے اپنے راستہ سے ایک انچ بھی نہیں ہٹا سکتا۔" اس عظیم الشان قوتِ ارادی اور یقینِ محکم کے باوجود زرتشت اپنی مہم میں زیادہ کامیاب نہ ہوسکا۔ اس کا دل اپنے زمانہ کی گمراہیوں سے پریشان تھا، لیکن ابھی اسے خود ایک عین الیقین کی ضرورت تھی۔ وہ حضرت موسیٰ کی طرح طالبِ دیدار تھا۔ اسے اپنے دل کی آنکھوں سے اس حقیقتِ مطلقہ کے مشاہدہ کی تڑپ تھی تاکہ اس کے دل کی کلی مکمل طور پر کھل سکے۔ اس کی قوم صراطِ مستقیم سے بھٹک چکی تھی اور وہ اسے پھر سے اسی قدیم راستے کی طرف موڑنا چاہتا تھا۔ لیکن یہ قدم اُٹھانے سے پہلے اسے تجلیٔ الٰہی کی ضرورت تھی۔ اسی اضطراب کی حالت میں زرتشت نے دنیا ترک کرکے پہاڑوں اور صحراؤں کی علیحدگی میں پناہ ڈھونڈھی جہاں وہ کائنات کی بوقلمی کے مطالعہ سے ممکن ہے گوہرِ مراد حاصل کرسکے۔ عوام کی رہنمائی سے پہلے خود راہنمائی حاصل کرنے کے لئے اس نے عارضی طور پر تنہائی اور سکوت کو ترجیح دی۔ کئی سال تک اس نے کائنات ارض و سما کی بظاہر بے زبان فضا سے باتیں کیں اور ان سے خالق کائنات کی ملاقات کا راستہ معلوم کرنا چاہا۔

"اے اہورا! میں تم سے یہ سوال کرتا ہوں، مجھے اس کے متعلق ٹھیک ٹھیک آگاہ کر! اشا (شریعت۔ قانون) کو سب سے پہلے کس نے قائم کیا؟ کس نے ان ستاروں اور سورج کو اپنے اپنے راستے پر قائم کیا؟ کس کے حکم سے یہ چاند کبھی بڑھتا ہے اور کبھی گھٹتا ہے؟ اے خدائے حکیم! میں یہ سب کچھ اور اس کے علاوہ اور بھی بہت سی باتوں سے آگاہی چاہتا ہوں۔"

"اے اہورا! میں تم سے سوال کرتا ہوں، مجھے اس کے متعلق ٹھیک ٹھیک آگاہ کر، وہ کون ہے جس نے زمین ہمارے قدموں تلے بچھائی اور آسمان کو بے سہارا ہمارے سروں پر قائم کئے ہوئے ہے؟ کس نے یہ پانی اور پودے پیدا کئے؟ کون ہے جس نے ہوا اور بادلوں کو تند روی سکھائی؟ منش پاک (نفس پاک وہ فرشتہ جو خدا کی اوّلیں تخلیق ہے) کو کس نے پیدا کیا؟"

"اے اہورا، میں تم سے سوال کرتا ہوں، مجھے اس کے متعلق ٹھیک ٹھیک آگاہ کر۔ وہ کون ہے جس نے یہ سود مند روشنی اور تاریکی پیدا کی؟ کس نے انسانوں میں سونا اور جاگنا پیدا کیا؟ وہ کون ہے جس نے صبح، دوپہر اور رات کا چلن شروع کیا اور جو انسان کو اس کے دینی فرائض کی ادائیگی کی طرف توجہ دلاتا ہے؟"[۱]

آخر کار جب کائنات کے خالق کی تجلی کا جذبہ بہت بڑھا تو ایک دن منش پاک ظاہر ہوا اور اس نے اس کی مراد برلانے کا وعدہ کیا۔ "زرتشت نامہ" کے بیان کے مطابق فرشتے نے اس کا ارادہ پوچھا۔ زرتشت نے جواب دیا: میں اہورا کی رضا کا طالب ہوں۔ یہ دنیا اور وہ دنیا سب جگہ اس کا حکم کارفرما ہے۔ میں صرف سچائی کا خواہش مند ہوں میں نے اپنے دل سے ہر قسم کی خواہشات اور سفلی جذبات کو نکال دیا ہے، میں اس کے حکم کا منتظر ہوں۔" یہ سن کر منش پاک نے اس کی ہمت بڑھائی۔ آنکھ جھپکنے میں اس کی روح ارض و سما کی پہنائیوں کو عبور کرتی ہوئی حریم پاک میں پہنچ گئی۔ کہا جاتا ہے کہ دونوں کے درمیان صرف ۲۴ قدموں کا فاصلہ تھا۔ زرتشت نے کائنات کی تخلیق کا منشا، خیر و شر کی کش مکش کی حقیقت کے متعلق سوالات کئے۔ اسے جنت دوزخ کی حقیقت کا مشاہدہ بھی کرا دیا گیا۔ اس تجلی سے منور ہونے کے بعد زرتشت پکار اُٹھا: "اے اہورا مزدا، میں نے ابتدائے تخلیق سے ہی تم کو رحمان کی حیثیت سے پہچان لیا تھا۔ وہ تم ہی ہو جس کی بخشش اور رحمت سے تمام انسانوں کو قیامت کے دن ان کے اعمال اور خیالات کا بدلہ ملیگا۔ بدی کے بدلے بدی اور نیکی کے عوض نیکی۔ اس تجلّی اور عرفان کے بعد زرتشت کے دل میں وہ اطمینان و سکون نصیب ہوا جسکی اس کو تڑپ تھی۔ اس کے دل و دماغ سے تمام شکوک و شبہات دور ہوگئے اور وہ اپنی قوم کی راہنمائی کی مشکلات سے عہدہ برا ہونے کے قابل ہوگیا۔ زندگی کے تمام لاینحل سوال اور پیچیدگیاں حل ہوگئیں اور اب اس کے ذہن میں سوائے ابلاغِ حق کے اور کوئی جذبہ نہ تھا۔ کئی سالوں کی محنت کے بعد اب اس کے سامنے اس کی زندگی کا مقصد واضح تھا۔ اس نے اپنی تنہائی، عزلت کی زندگی کو ترک کیا اور اپنے گھر کی طرف قدم اُٹھائے تاکہ وہ اس مقدس فرض کو ادا کرے جو اس کے سپرد کیا گیا تھا۔ راستے میں روح خبیث یعنی انگرہ مینیوہ (انگرہ = بد اور خبیث اور مینوہ جو فارسی میں مینو بن گیا ہے، اس سے مراد عالم معنوی ہے) نے زرتشت پر حملہ کیا۔ اس کے سامنے ہر قسم کی دنیاوی آسائشوں کے سبز باغ دکھائے۔

---

[۱] اس سلسلے میں قرآن کی سورۂ النبا کا پہلا رکوع قابلِ غور ہے۔ اس میں تقریباً ایسے ہی خیالات کو ایک دوسرے انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ ذیل میں ان آیات کا ترجمہ دیا جاتا ہے۔ خدا انسانوں سے مخاطب ہوکر فرماتا ہے: "کیا ہم نے زمین کو فرش اور پہاڑوں کو میخیں نہیں بنایا؟ ہم نے تم کو جوڑا جوڑا پیدا کیا اور ہم ہی نے تمہاری نیند کو راحت بنایا اور ہم ہی نے تمہارے اوپر سات مضبوط (کرّے) بنا کھڑے کئے اور ہم ہی نے (سورج کی) روشن مشعل بنائی اور ہم ہی نے بادلوں سے زور کا پانی برسایا تاکہ ہم اس کے ذریعہ سے غلّہ اور روئیدگی اور گھنے گھنے باغ نکالیں۔" (۷۸: ۶-۱۶)